بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

مختصر اور جامع تفسیری نکات

خلاصہ قرآن

Summary of Qur'an

Part - 4

English - Urdu

حافظ محمد ابو بکر سجاد علوی (خطیب لندن)

Telephone: +44 7853099327

www.hafizsajjad.com

پارہ - 4

قرآن مجید کا چوتھا پارہ سورہ آل عمران کی بقیہ آیات 92 تا 200

اور سورہ النساء کی پہلی 23 آیات پر مشتمل ہے۔

اہم تفسیری نکات

پہلا رکوع:لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔۔۔ (آل عمران۔92)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

نیکی کی اصل روح یعنی رضائے الٰہی کا حصول، پسندیدہ مال اللہ کے راستے میں دو، خود ساختہ حرام اشیاء، ملت ابراہیمیؑ کی پیروی، کعبۃ اللہ کی شان اور عظمت، بیت اللہ کی برکات، روئے زمین کی پہلی مسجد یعنی مسجد حرام، حج کی فرضیت، اعتصام باللہ یعنی اللہ کے دین پر قائم رہنا۔

پسندیدہ مال اللہ کے راستے میں دو

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ نہ کروگے اور جو چیز تم خرچ کروگے بے شک اللہ اسے جاننے والا ہے۔(آل عمران92)

Donate valuables in charity

You will never achieve righteousness until you donate some of what you cherish. And whatever you give is certainly well known to Allah. (3:92)

نیکی کی اصل روح

اس آیت میں نیکی کی اصل روح کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔اصل نیکی محبت ورضائے الٰہی کے حصول کا نام ہے۔اللہ سے ایسی محبت کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو۔

پسندیدہ مال سے کیا مراد ہے؟

آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ثواب عظیم اس پر موقوف ہے کہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کریں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرورت سے زائد فالتو مال خرچ کرنے والے کو کوئی ثواب ہی نہ ملے، بلکہ آیت کے آخر میں جو یہ ارشاد ہے: وما تنفقوا

من شیء فان اللہ بہ علیم۔ یعنی تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔آیت کے اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ کامل نیکی محبوب چیز خرچ کرنے پر موقوف ہے لیکن مطلق ثواب سے کوئی صدقہ خالی نہیں۔

خودساختہ حرام اشیاء

آل عمران۔93-94

ملت ابراہیمیؑ کی پیروی

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭوَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (آل عمران۔95)

کہو،اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے، تم کو یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے،اور ابراہیمؑ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔(آل عمران۔95)

Say, ˹O Prophet,˺ “Allah has declared the truth. So follow the Way of Abraham, the upright—who was not a polytheist. (3:95)

بیت اللہ (کعبہ) کی شان اور عظمت

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّھُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (آل عمران۔96)

بے شک سب سے پہلی مسجد جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا۔

The Status of Ka’aba

Surely the first House ˹of worship˺ established for humanity is the one at Bakkah—a blessed sanctuary and a guide for ˹all˺ people.

بیت اللہ شریف کی ظاہری اور معنوی برکات

مُبٰرَكًا وَّھُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ: بیت اللہ شریف کو پورے جہاں کیلئے برکت اور ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا۔(آل عمران۔96)

کعبۃ اللہ کی بے شمار برکات اور فضائل ہیں۔

بیت اللہ کی سب سے بڑی برکت گناہوں سے معافی اور بخشش ہے:

حدیث: مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

جس نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا جس میں نہ کوئی بیہودہ بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ (تمام گناہوں سے پاک ہو کر) اس طرح واپس لوٹا جیسے اس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی انسان گھر میں نماز پڑھے اس کو ایک نماز کا ثواب ملے گا، اور اگر اپنے محلہ کی مسجد میں ادا کرے تو اس کو پچیس نمازوں کا ثواب حاصل ہو گا، اور جو جامع مسجد میں ادا کرے تو پانچ سو نمازوں کا ثواب پائے گا، اور اگر مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی تو ایک ہزار نمازوں کا اور میری مسجد (یعنی مسجد نبویؐ) میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حاصل ہو گا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس (120) رحمتیں روزانہ اس گھر (یعنی بیت اللہ) پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ (60) طواف کرنے والوں پر، چالیس (40) وہاں نماز پڑھنے والوں پر، اور بیس (20) بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف کو صرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور باعث رحمت ہے۔ جو لوگ فرض ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے اوّل تو وہ سخت گناہگار ہیں دوسرے وہ بیت اللہ کی زیارت اور اس زیارت کے عظیم ثواب سے بھی محروم ہیں۔

The first place of worship on Earth

روئے زمین کی سب سے پہلی مسجد:

حدیث: سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) میں نے پوچھا پھر کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے پوچھا ان دونوں مسجدوں کے دوران کتنا زمانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس برس کا، پھر تجھ کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لے وہ مسجد ہے۔ (مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ)

۔ دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

تعمیر کعبہ

بیت اللہ شریف کی پہلی تعمیر حضرت آدمؑ نے کی۔آدمؑ کی یہ تعمیر نوحؑ کے زمانے تک باقی تھی،طوفان نوح میں عمارت منہدم ہوئی،اوراس کے نشانات مٹ گئے،اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے انہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کیا۔اس کے علاوہ مختلف ادوار میں حسب ضرورت کئی دفعہ کعبہ کی تعمیر و مرمت ہوئی۔بیت اللہ کی ایک مشہور تعمیر قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی زمانہ میں کی،جس میں حضورؐ بھی شریک ہوئے اور حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے قائم فرمایا۔لیکن قریش نے اس تعمیر میں بناء ابراہیمی سے کسی قدر مختلف تعمیر کی تھی کہ:

1۔بیت اللہ کی پوری جگہ کی تعمیر کے بجائے آدھے حصہ پر کعبہ کی تعمیر کی۔اس کی وجہ یہ تھی بیت اللہ کی تعمیر کیلئے جو حلال مال اس وقت میسر تھا اس میں سے اتنی ہی جگہ تعمیر ہو سکتی تھی۔بقیہ غیر تعمیر شدہ حصہ کو نیم دائرہ لگا کر چھوڑ دیا گیا جس کو حطیم کہا جاتا ہے۔

2۔دوسری تبدیلی یہ کی کہ حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر میں کعبہ کے دو دروازے تھے،ایک داخل ہونے کے لئے دوسرا پشت کی جانب باہر نکلنے کے لئے۔قریش نے صرف مشرقی دروازہ کو باقی رکھا۔

3۔تیسرا تغیر یہ کیا کہ دروازہ بیت اللہ کا سطح زمین سے کافی بلند کر دیا تاکہ ہر شخص آسانی سے اندر نہ جا سکے،بلکہ جس کو وہ اجازت دیں وہی جا سکے۔

اس سلسلے میں الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ کئی احادیث میں ذکر ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک مرتبہ فرمایا تھا:

يا عائشة، لولا حدثان قومك بالكفر لنقضت البيت حتى ازيد فيه من الحجر، فإن قومك قصروا في البناء۔ (مسلم)

دوسری روایت میں ہے: لولا حداثة قومك بالكفر لنقضت البيت، ثم لبنيته على اساس إبراهيم عليه السلام، فإن قريشا استقصرت بناءه۔۔ (بخاری)

تعمیر کعبہ کے میں احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ کعبہ کی موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اس کو بالکل بناء ابراہیمی کے مطابق بنادوں۔قریش نے جو تصرفات بناء ابراہیمی کے خلاف کئے ہیں ان کی اصلاح کردوں،لیکن

چونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔اس لئے فتنہ وفساد سے بچنے کے پیش نظر اس تعمیر کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں۔

بیت اللہ کی مزید برکات

اگلی آیت میں بیت اللہ کی مزید برکات کو بیان کیا گیا:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ڬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔۔ (آل عمران۔97)

اس گھر (بیت اللہ) میں واضح نشانیاں ہیں،ابراہیمؑ کا مقام عبادت ہے۔جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہو جائے اس نے امن وسکون پالیا۔(آل عمران۔97)

Further Blessings of Ka'ba Sanctuary

In it are clear signs and the standing-place of Abraham. Whoever enters it shall be safe and peaceful. (3:97)

اس آیت میں بیت اللہ یعنی کعبہ کی مزید برکات اور فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ایک یہ کہ اس میں اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ایک یہ کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا اور محفوظ ہو جاتا ہے۔دوسرا ان نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی مقام ابراہیم ہے۔

مقام ابراہیمؑ سے کیا مراد ہے؟

مقام ابراہیم کا ذکر سورۃ البقرہ،آیت 125 کی تفسیر میں بھی گذر چکا ہے۔

مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے،جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کرتے رہے۔اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے قدم کے نشانات ہیں۔

بقول شاعر:

وموطی ابراہیم فی الصخر رطبتہ
علی قدمیہ حافیا غیر ناعل

یعنی اس پتھر میں ابراہیمؑ کے دونوں پیروں کے نشان تازہ بتازہ ہیں جن میں جوتی نہیں۔

اب اس پتھر کو ایک شیشے میں محفوظ کر دیا گیا ہے،جسے ہر حاجی مطاف میں باآسانی دیکھ سکتا ہے۔پہلے یہ پتھر بیت اللہ کے نیچے دروازے کے قریب تھا،جب قرآن کا یہ حکم نازل ہوا کہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھو:واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

اس وقت طواف کرنے والوں کی مصلحت سے اس کو اٹھا کر بیت اللہ کے سامنے ذرا فاصلے پر رکھ دیا گیا۔اس مقام پر طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔طواف کے بعد کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے قریب پڑھنا افضل ہے۔البتہ بعض فقہاء نے فرمایا کہ مسجد حرام کے اندر جس جگہ بھی طواف کی رکعتیں پڑھ لے واجب ادا ہو جائے گا۔

آیت کے اگلے حصے میں بیت اللہ کی تیسری خصوصیت یہ بیان فرمائی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے استطاعت رکھنے والوں پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم قرار دیا ہے:

حج کی فرضیّت

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آل عمران۔97)

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔(آل عمران۔97)

Obligation of Hajj

Pilgrimage to this House is an obligation by Allah upon whoever is able among the people. (3:97)

Pilgrimage is obligatory on every Muslim at least once in their lifetime if the person is physically and financially able.

حج کی استطاعت سے کیا مراد ہے؟

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حج کا ارادہ کرنے والے کے پاس بیت اللہ تک جانے اور واپس آنے کے مصارف ہوں،اس کی غیر حاضری میں اس کے اہلِ خانہ کی گزراوقات کا انتظام ہو،راستے میں امن وامان ہو اور جان کا خطرہ نہ ہو،وہ صحت مند ہو کہ سفر کی صعوبتیں برداشت کر سکتا ہو اور مناسک حج ادا کرنے کے قابل ہو۔اس کے ساتھ عورت کے لیے ایک اضافی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔یہ شرط صرف سفرِ حج کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ شرعی مسافت والے ہر سفر کے لیے ہے۔

حج نہ کرنے والوں کیلئے وعید

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ (آل عمران۔97)

اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔(آل عمران۔97)

Warning to those who refuse or neglect the Hajj

And whoever disbelieves (i.e., refuses to perform Haj), then surely Allah is not in need of ˹any of His˺ creation. (3:97)

دوسرا رکوع: یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ۔ (آل عمران۔102)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

معاشرت اور اجتماعیت کے دو اصول، : خوف خدا یعنی تقویٰ اور اتحاد و اتفاق، اللہ سے حسب استطاعت ڈرو، تفرقہ بازی کی مذمت، باہمی اتفاق و محبت: اللہ کا احسان، پچھلی امتوں کی روش پر نہ چلو، اختلاف و انتشار کی اصل وجوہات: دنیاوی مفاد، نفسانی اغراض، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اصولی ہدایت، نورانی چہرے کن کے ہونگے؟ اللہ کے حضور تمام اعمال کی پیشی۔

اجتماعیت کے دو اصول: خوف خدا اور باہمی اتفاق و اتحاد

اس رکوع کی پہلی دو آیات میں معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں کامیابی کے دو اصول بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں ایک تقویٰ اور دوسرا باہمی اتحاد ہے۔

اللہ سے حسب استطاعت ڈرو

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔(آل عمران۔102)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ آل عمران۔102

Be mindful of Allah

O You who have believed! Be mindful of Allah in the way He deserves, and do not die except in ˹a state of full˺ submission ˹to Him˺. (3:102)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے احکام و فرائض پورے طور پر بجالائے جائیں اور منہیات کے قریب نہ جایا جائے۔

اللہ تعالٰی سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی یاد نہ بھلائی جائے اس کا شکر کیا جائے کفر نہ کیا جائے۔(ابن کثیر)۔

بعض کہتے ہیں کہ اس آیت سے صحابہ کرام پریشان ہوئے تو اللہ تعالٰی نے دوسری آیت نازل فرمائی کہ: فاتقوااللہ مااستطعتم۔ کہ اللہ تعالٰی سے اپنی استطاعت کے مطابق ڈرو۔(فتح القدیر)

تقوٰی سے کیا مراد ہے؟

لفظ تقوٰی اصل عربی زبان میں بچنے اور اجتناب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔اس کا ترجمہ ڈرنا بھی اس مناسبت سے کیا جاتا ہے کہ جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ڈرنے ہی کی چیزیں ہوتی ہیں،ان سے عذاب الٰہی کا خطرہ ہے۔

تقوٰی کے کئی درجات ہیں۔

1۔ تقوٰی کا ادنی درجہ کفر و شرک سے بچنا ہے،اس معنی کے لحاظ سے ہر مسلمان کو متقی کہا جا سکتا ہے،اگرچہ گناہوں میں مبتلا ہو، اس معنی کے لئے بھی قرآن میں کئی جگہ لفظ متقین اور تقوی استعمال ہوا ہے۔

معاشرتی قوت کا دوسرا اصول: باہمی اتفاق و اتحاد

اگلی آیت میں اجتماعی قوت کا دوسرا اصول بیان کیا گیا:

تفرقہ بازی اور انتشار کی ممانعت

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔۔۔ (آل عمران۔103)

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔(آل عمران۔103)

Don’t be divided

And hold firmly to the rope of Allah and do not be divided.

اتحاد و اتفاق کی اہمیت

پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے عصبیت کی ساری دیواروں کو گراتے ہوئے کالے گورے، عربی عجمی، چھوٹے بڑے، بادشاہ غلام، کے فرق کو مٹا کر عرب کے ابو بکر، حبشہ کے بلال، روم کے صہیب، فارس کے سلمان کو یکجا کر کے نہ صرف رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کے درجہ پر پہنچا دیا تھا بلکہ انسانیت کے باغ کو سینچ کر نوعِ انسانی کو ایک خاندان میں تبدیل کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں

انسانی معاشرہ ایک بے خار گلدستہ بن گیا تھا۔ مگر ہم امتیوں کا حال یہ ہے کہ فرقہ واریت کا طوق گلے میں ڈال کر امت کے شیرازہ کو بکھیرتے ہوئے اپنے سے قریب لوگوں کو دور کر کے انسانیت کو خانہ درخانہ تقسیم کرتے ہوئے، اللہ کے بندوں کو اس کے خالق ومالک سے دور کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

بقول شاعر مشرق:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، قرآن بھی اللہ بھی ایک
کیا بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک

عصر حاضر میں اتحاد امت

موجودہ حالات میں اتحاد بین المسلمین کی واحد صورت یہ ہے کہ اپنا مسلک چھوڑو نہیں اور دوسرے کا مسلک چھیڑو نہیں کی پالیسی اپناتے ہوئے اتحاد امت کی کوشش کی جائے۔

اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ

وقت اور حالات کا تقاضا ہے کہ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ اپناتے ہوئے امت کو غیر اہم ایشوز میں الجھانے کے بجائے امت کی توانائیوں اور ان کے وقت کے قیمتی سرمایہ کو ان کے حق میں ٹھوس اور تعمیری کاموں میں لگائیں، امت کی دینی حالت کی اصلاح، اعمال کی طرف دعوت، معاشرت ومعاملات کی درستگی اور غیر مسلموں میں پیغام حق وصداقت کو عام کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ اللہ تعالی ہمیں ان کاموں کی توفیق عطا کرے۔

باہمی اتفاق اور محبت: اللہ کا احسان

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَا لَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران۔103)

اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔

Unity is Allah's blessing

Remember Allah's favour upon you when you were enemies, then He united your hearts, so you—by His grace—became brothers.

اختلاف وانتشار کی اصل وجوہات: دنیاوی مفاد، نفسانی اغراض

وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔ روشن دلیلیں آجانے کے بعد انہوں نے تفرقہ ڈالا۔(آل عمران۔105)

اللہ کے حضور معاملات کی پیشی

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ (آل عمران۔109)

زمین وآسمان کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے اور سارے معاملات اللہ ہی کے حضور پیش کئے جائیں گے۔(آل عمران۔109)

To Allah ˹alone˺ belongs whatever is in the heavens and whatever is on the earth. And to Allah ˹all˺ matters will be returned ˹for judgment˺. (3:109)

تیسرا رکوع: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔۔۔(آل عمران۔110)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

امت مسلمہ کی وجہ فضیلت، دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، خیر امت کا لقب، سب اہل کتاب یکساں نہیں، اخلاص کے بغیر کی گئی نیکی کی حقیقت، منافقانہ طرز عمل، مخالفین کی چالوں اور سازشوں سے بچنے کا طریقہ: صبر واستقامت، ثابت قدمی، تقویٰ۔

اس رکوع میں معاشرتی اصلاح اور اجتماعی فلاح کا ایک اور اصول بیان کیا گیا: امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی دوسروں کو اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔ پچھلے رکوع میں فرمایا گیا تھا کہ تقوٰی اور اعتصام بحبل اللہ کے ذریعہ اپنی اصلاح کرو۔ اس رکوع میں فرمایا جارہا ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کے ذریعے دوسروں کی بھی اصلاح کرو۔ اپنے اعمال واخلاق کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی بھی فکر کرو۔ یہی مضمون ہے جو سورۃ العصر میں بتایا گیا۔ الا الذين امنوا و عملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ یعنی

آخرت کے خسارہ سے صرف وہ لوگ محفوظ ہیں جو خود بھی ایمان اور عمل صالح کے پابند ہیں اور دوسروں کو بھی عقائد اور اعمال صالحہ کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔

خیر امّت کا لقب

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

دنیا میں وہ بہترین امت تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(آل عمران۔110)

You are the best community ever raised for humanity—you encourage good, forbid evil, and believe in Allah.

اس آیت میں امت مسلمہ کو خیر امت قرار دیا گیا ہے جو امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کی صفات سے متصف ہو گی۔ گویا یہ امت اگر ان امتیازی خصوصیات سے متصف رہے گی تو خیر امت ہے بصورت دیگر اس امتیاز سے محروم قرار پا سکتی ہے۔ قرآن کریم نے امت مسلمہ کو خیر امت قرار دینے کی وجوہات متعدد آیتوں میں بیان فرمائی ہیں۔ اس سلسلے کی سب سے اہم آیت سورۃ البقرۃ میں گذر چکی ہے جس میں فرمایا گیا کہ وكذلك جعلنكم امة وسطا۔(2:143)۔ کہ ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔ یعنی امت مسلمہ کے خیر امت ہونے کی بڑی وجہ اس کا اعتدال مزاج ہونا ہے اور اس کی فضیلت والی امت ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ امت اللہ کی مخلوق کیلئے فائدہ مند ہو گی۔ اس کے فرض منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ یہ پوری انسانیت کی روحانی اور اخلاقی اصلاح اور فلاح کا کام کرے گی۔

انفرادی دعوت و تبلیغ ہر مسلمان پر فرض عین ہے جبکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے اجتماعی کوششیں کرنا فرض کفایہ ہے۔ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فرض کو ادا کرتے رہیں کیونکہ معروف اور منکر شرعی کا صحیح علم وہی رکھتے ہیں۔

فریضۂ دعوت و تبلیغ

دعوت و تبلیغ، نماز، روزہ اور دیگر فرائض اسلام کی طرح ایک اہم فریضہ ہے۔ قرآن میں اس فریضہ کو حکمت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اس آیت میں امت مسلمہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ عائد کیا گیا ہے۔ سورۃ والعصر میں ارشاد فرمایا: الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر۔ یعنی آخرت کے خسارہ سے صرف وہ لوگ محفوظ ہیں جو خود بھی ایمان اور عمل صالح کے پابند ہیں اور دوسروں کو بھی حق بات اور اعمال صالحہ کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ لتامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقابا من عنده ثم لتدعنه فلا يستجيب لكم۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اچھائی کا حکم اور برائیوں کی مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمادے گا پھر تم دعائیں کروگے لیکن قبول نہ ہوں گی۔ (مسند احمد)

چوتھا رکوع: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۔۔ (آل عمران۔121)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

غزوہ احد پر جامع تبصرہ، خامیوں کی نشاندہی، احد کے پس منظر میں ہدایات، اللہ پر توکل اہل ایمان کا شیوہ، غزوہ بدر میں نصرت الٰہی، اصل مددگار ہستی صرف اللہ رب العالمین، ہدایت دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

غزوہ احد کے پس منظر میں ہدایات

غزوہ احد پر تفصیلی تبصرہ۔ خامیوں کی نشاندہی

غزوہ احد کا خلاصہ

Short Summary of *Uhad* Encounter

پانچواں رکوع: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔۔۔ (آل عمران۔129)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

مالک کائنات ہستی: اللہ ربّ العالمین، استغفار اور لا الٰہ الا اللہ، اللہ کی رحمت کے حقدار لوگ، اللہ و رسول ؐ کی اطاعت کرنے والوں کی صفات، مسابقت الی الخیرات، چند اخلاقی صفات کا تذکرہ، ہر حالت یعنی تنگی اور فراخی میں یاد خدا، غلطیوں کے بعد سچی توبہ کرو،

مذکورہ صفات کے حامل لوگوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ، قرآن کے چند نام: بیان للنّاس، ہدایت، موعظہ۔ زمین کی سیر کرو: سبق اور عبرت کیلئے، کامیابی کا راز: سچا ایمان۔ انسانی زندگی میں نشیب و فراز آتا رہتا ہے: تلک الایام نداولھا بین النّاس۔

استغفار اور لا الٰہ الّا اللّٰہ

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمَاوَاتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔(آل عمران۔129)

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(آل عمران۔129)

To Allah ˹alone˺ belongs whatever is in the heavens and whatever is on the earth. He forgives whoever He wills and punishes whoever He wills. And Allah is All-Forgiving, Most Merciful. (3:129)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا الٰہ الّا اللّٰہ کثرت سے پڑھا کرو اور استغفار پر مداومت کرو ابلیس گناہوں سے لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور اس کی اپنی ہلاکت لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہے۔(مسند ابو یعلیٰ)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: لوگو تم اوروں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ لوگو تم دوسروں کی خطائیں معاف کرو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخشے گا۔(مسند احمد)

اللہ کی رحمت کے حقدار لوگ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (آل عمران۔132)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔(آل عمران۔132)

Who deserves Allah’s mercy

Obey Allah and the Messenger, so you may be shown mercy. (3:132)

مسابقت الی الخیرات

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (آل عمران۔133)

اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت زمین وآسمان کے برابر ہے اور جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔آل عمران۔133

Make competition in good deeds

And hasten towards forgiveness from your Lord and a Paradise as vast as the heavens and the earth, prepared for those mindful ˹of Allah˺. (3:133)

چند اخلاقی صفات کا تذکرہ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭوَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِـنِيْنَ۔ (آل عمران۔134)

جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں،اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔آل عمران۔134

Few good qualities

˹They are˺ those who donate in prosperity and adversity, control their anger, and pardon others. And Allah loves the good doers. (3:134)

گناہوں کے بعد سچی توبہ کرو

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (آل عمران۔135)

اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں، اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے، اور اپنے کیے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔ آل عمران۔135

˹They are˺ those who, upon committing an evil deed or wronging themselves, remember Allah and seek forgiveness and do not knowingly persist in sin—and who forgives sins except Allah? (3:135)

امام نوویؒ نے ریاض الصالحین میں توبہ کی شرائط کا ذکر فرمایا:

1۔ گناہوں کو فوراً ترک کر دینا

2۔ پچھلے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرنا

3۔ آئندہ کیلئے پختہ عزم کرنا کہ وہ گناہ کا اعادہ نہیں کرے گا۔

4۔ اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو دوسرے لوگوں کے حقوق کو پورا کرنا یا ان کے نقصانات کی تلافی کرنا۔

قرآن کے چند نام: بیان للنّاس، ھدایت، موعظ

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔(آل عمران۔138)

یہ لوگوں کے واسطے بیان ہے اور متقی لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ آل عمران۔138

This is an insight to humanity—a guide and a lesson to the

چھٹا رکوع: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔۔۔ (آل عمران۔144)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

نبی اکرمؐ کی شخصیت پر ایک خاص تناظر میں تبصرہ، موت کا ایک وقت مقرر ہے، شکر گزاروں کا بدلہ، اللہ کی راہ میں ثابت قدمی اور استقامت۔ توبہ، نصرت اور ثابت قدمی کی دعا، نیک اعمال کے باوجود عاجزی اور انکساری، اچھے لوگوں کیلئے دنیا و آخرت میں اجر۔

موت کا ایک وقت مقرر ہے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔۔۔ (آل عمران۔145)

کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا، موت کا ایک وقت مقرر ہے۔(آل عمران۔145)

No soul can ever die without Allah's Will at the destined time. (3:145)

توبہ، استقامت اور نصرت کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (آل عمران۔147)

اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں پر عفوو درگزر فرما، ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔(آل عمران۔147)

Dua of repentance, steadfastness and success

Our Lord! Forgive our sins and excesses, give us steadfastness and grant us success over the disbelieving people. (3:147)

ساتواں رکوع: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔۔۔ (آل عمران۔149)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

اللہ اہل ایمان کا مولیٰ اور مددگار، دنیا کے طلب گار، آخرت کے طلب گار، غزوہ احد میں شکست امتحان کیلئے تھی، حقیقی اختیار اللہ کے پاس ہے، دلوں کے بھید جاننے والی ہستی، احد میں کمزوری دکھانے والوں معافی۔

اللہ ہمارا مولیٰ اور مددگار

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔ (آل عمران۔150)

بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔(آل عمران۔150)

But! Allah is your Guardian, and He is the best Helper. (3:150)

احد کے موقع پر ابوسفیان نے نعرہ لگایا تھا کہ لَنَا الْعُزّٰی وَلا عُزّٰی لَکُمْ کہ ہمارے لیے تو عزّیٰ بت مدد کے لیے موجود ہے لیکن تمہاری لئے تو کوئی عزّیٰ ہی نہیں ہے۔اس پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا: تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا کہ کیا جواب دیں؟ حضورؐ نے فرمایا تم کہو: اللہ مولٰنا ولا مولٰی لکم۔ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

دنیا کے طلبگار اور آخرت کے طلبگار

جنگ احد میں شکست امتحان اور آزمائش کیلئے تھی

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران۔152)

تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور تم میں سے بعض آخرت کے طالب تھے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ بے شک اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے اور اللہ اہل ایمان پر فضل والا ہے۔(آل عمران۔152)

Failure in Uhad was a test

… Among you are some who desire this world, and among you are some who desire the Hereafter. He denied you success over them as a test, yet He has pardoned you. And Allah is Gracious to those who believe. (3:152)

آٹھواں رکوع: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا--- (آل عمران۔156)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

غزوہ احد کے پس منظر میں مزید واقعات، شہدا کی حیات جاوداں، زندگی موت اللہ کے اختیار میں ہے، حضورؐ نرم مزاج اور رحم دل ہیں، داعیان حق اور مبلغین اسلام کیلئے اسوہ رسولؐ، احد میں شکست کی وجوہات، حضورؐ کو ہدایات، مشورہ اور شورائیت کی اہمیت، اللہ پر توکل کی فضیلت و اہمیت، نصرت الٰہی کے بغیر تم بے یار و مددگار ہو، غلول اور مالی خیانت، اللہ کی رضا کے مطابق چلنے والے،

اللہ کے ہاں اعمال کے درجات، رسول اللہؐ کی ذمہ داریاں اور فرائض منصبی، تلاوت، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وسنت، احد میں نقصان کی وجہ: اپنی ہی غلطی یعنی رسولؐ کی نافرمانی، منافقین کا طرز عمل، اللہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے۔

زندگی، موت اللہ کے اختیار میں ہے

۔۔۔وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (آل عمران۔156)

۔۔۔اور اللہ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے اور اللہ تمہارے اعمال خوب دیکھ رہا ہے۔(آل عمران۔156)

It is Allah who gives life and causes death. And Allah is All-Seeing of what you do. (3:156)

حضورؐ رحمدل اور نرم مزاج تھے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ۔ (آل عمران۔159)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان کیلئے رحم دل ہیں۔اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔(آل عمران۔159)

The Prophet was kind-hearted

It is out of Allah's mercy that you ˹O Prophet˺ have been lenient with them. Had you been cruel or hard-hearted, they would have certainly abandoned you. (3:159)

داعیان حق اور مبلغین اسلام کیلئے اسوہ رسولؐ

اس آیت سے اصلاح اور تبلیغ کے آداب بھی معلوم ہوتے ہیں۔

حضورؐ کو ہدایات

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (آل عمران۔159)

(اے پیغمبرؐ) اِن کے قصور معاف کردو، اِن کے لئے استغفار کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو۔ (آل عمران۔159)

Instructions to the Prophet

So, pardon them, ask Allah's forgiveness for them, and consult with them in ˹conducting˺ matters. (3:159)

احد میں شکست کی وجوہات:

رسولؐ کی نافرمانی،

بدنظمی،

منافقین کا کردار،

مال غنیمت پر نظر،

حضورؐ کو ہدایات:

درگزر،

ان کیلئے استغفار،

اور انکے ساتھ مشاورت

Importance of consultation

مشورہ کی اہمیت

مشورہ ایک مسنون عمل ہے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس پر عمل کرنے سے برکات حاصل ہوتی ہیں۔

مسئلہ گھر میں ہو، فیملی میں ہو، محلے میں ہو، شہر میں ہو، ملک میں ہو یا دنیا میں ہو، اس سلسلے میں متعلقہ لوگوں سے مشاورت ضرور کرنی چاہیے۔

حدیث: حضورﷺ نے فرمایا: مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلاَ عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

جو استخارہ کرتا ہے وہ نامراد نہیں ہوتا، جو مشورہ کرتا ہے، وہ نادم نہیں ہوتا اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔(طبرانی و مجمع الزوائد)

حدیث: المستشار موتمن۔ جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہے۔(ترمذی، ابوداؤد)

اللہ پر توکل کی فضیلت و اہمیت

آیت کے آخری حصے سے توکل علی اللہ کی اہمیت معلوم ہوتا ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (آل عمران۔159)

پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اُسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔ (آل عمران۔159)

Reliance on Allah

Once you make a decision, put your trust in Allah. Surely Allah loves those who trust in Him. (3:159)

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریاں اور فرائض منصبی

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔(آل عمران۔164)

بے شک، اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود انہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیجا جو اللہ کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔(آل عمران۔164)

Indeed, Allah has done the believers a ˹great˺ favour by raising a messenger from among them—reciting to them His revelations, purifying them, and teaching them the Scripture and Wisdom. For indeed they had previously been clearly astray. (3:164)

اس آیت میں نبوت کے تین اہم مقاصد بیان کئے گئے ہیں:

1۔ تلاوت

2۔ تزکیہ

3۔ تعلیم کتاب و حکمت

نواں رکوع: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔۔۔ (آل عمران۔172)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

اس رکوع میں احد میں شکست خوردگی کے بعد بھی رسولؐ کی پکار پر لبیک کہنے والے جانثار صحابہ کی تعریف کی گئی۔اللہ پر توکل اور بھروسے کی دعا،توکل کا نتیجہ: بغیر جنگ اور نقصان کے واپسی،اللہ پر توکل کی برکات،شیطانی وساوس اور توہمات،حضورؐ کو تسلی اور اطمینان،انکار اور تکذیب کے خریدار،اللہ کی مہلت،بخل کی مذمت،کل نفس ذائقۃ الموت،ایمان کے بعد آزمائش ضرور ہوگی،حق گوئی اور کلمہ حق،علماء کا فرض منصبی،جھوٹی شہرت چاہنے والوں کی مذمت،حقیقی اختیار اور قدرت کی حامل ہستی۔

اللہ پر توکّل اور بھروسے کی دعا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔(آل عمران۔173)

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔آل عمران۔173

Allah is the best guardian and protector

Allah is Sufficient for us; and what an excellent Guardian He is! (3:173)

دسواں رکوع: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا۔۔۔ (آل عمران۔181)

حضورؐ کو تسلّی

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ (آل عمران۔184)

پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آچکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا۔(آل عمران۔184)

Then if they deny you, [O Muhammad] – so were messengers denied before you, who brought clear proofs and divine books and the enlightening Scriptures. (3:184)

کل نفس ذائقة الموت

موت وحیات، یوم حساب، اصل کامیابی

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔(آل عمران۔185)

ہر ذی روح نے موت کا مزہ چکھنا ہے، پھر تمہارے اجر پورے کے پورے قیامت کے دن ہی دیئے جائیں گے، پس جو کوئی دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ واقعۃً کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا کچھ بھی نہیں۔(آل عمران۔185)

Death is inevitable

Every soul will taste death. And you will only receive your full reward on the Day of Judgment. Whoever is spared from the Fire and is admitted into Paradise will ˹indeed˺ successful, whereas the life of this world is no more than the delusion of enjoyment. (3:185)

ایمان کے بعد آزمائش ضرور ہوگی

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (آل عمران۔185)

(اے اہل ایمان) تمہارے مال و جان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی۔ تمہیں ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک میں مبتلا ہیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننے کو ملیں گی۔ اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو گے تو یہ بڑے حوصلہ اور ہمت کا کام ہے۔(آل عمران۔185)

˹After embracing faith˺ You will surely be tested in your wealth and yourselves, and you will certainly hear many hurtful words from those who were given the Scripture before you and ˹from˺ those who associate others with Allah. But if you are patient and mindful ˹of Allah˺—surely this is a resolve to aspire to. (3:185)

حق گوئی اور کلمہ حق: علماء کا فرض منصبی

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ۔۔۔ (آل عمران۔187)

اور یاد کرو جب اللہ نے ان سے عہد لیا جنہیں کتاب عطا فرمائی کہ تم ضرور اسے سب لوگوں سے بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔۔۔(آل عمران۔187)

Obligation of Scholars: Reveal the truth

˹Remember, O Prophet˺ when Allah took the covenant of those who were given the Scripture to make it known to people and not hide it.... (3:187)

جھوٹی شہرت چاہنے والوں کی مذمت

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَۃٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (آل عمران۔188)

وہ لوگ جو اپنے مصنوعی اعمال پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیے ان پر بھی ان کی تعریف و ستائش کی جائے۔ آپ انہیں ہر گز عذاب سے نجات پانے والا نہ سمجھیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(آل عمران۔188)

Greed to become famous

Do not let those who rejoice in their misdeeds and love to take credit for what they have not done think they will escape torment. They will suffer a painful punishment. (3:188)

حقیقی اختیار اور قدرت کی مالک ہستی

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (آل عمران۔189)

زمین اور آسمان کا (حقیقی) مالک اللہ ہی ہے اور اس کا اختیار اور قدرت ہر چیز پر ہے۔(آل عمران۔189)

Controller of the Universe

Control of the heavens and earth belongs to God; God has power over everything. (3:189)

گیارہواں رکوع: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ--- (آل عمران۔190)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

تخلیق کائنات میں غور وفکر کی دعوت، عقلمند اور سمجھدار لوگوں کی صفات، عذاب جہنم: حقیقی رسوائی، جامع دعائیں، قبولیت دعا، قبولیت دعا کی صورتیں، مستجاب الدعوات ہونے کا راز، اللہ کسی کا اجر ضائع نہیں فرماتے، دنیا کا سامان تعیش دلیل نجات نہیں، اللہ کی مہمان نوازی، ابرار سے کون لوگ مراد ہیں؟ اہل کتاب کے اچھے لوگوں کی تعریف، صبر اور ثابت قدمی۔

تخلیق کائنات میں غور وفکر کی دعوت

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔(آل عمران۔190)

بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(آل عمران۔190)

Indeed, in the creation of the heavens and the earth and the alternation of the day and night there are signs for people of reason.

اس کے بعد والی تین آیات میں بھی مغفرت اور قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی دعائیں ہیں۔

سمجھدار لوگوں کی صفات

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(آل عمران۔191)

وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں، (کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آل عمران۔191

⌜They are⌝ those who remember Allah while standing, sitting, and lying on their sides, and reflect on the creation of the heavens and the earth ⌜and pray⌝, “Our Lord! You have not created ⌜all of⌝ this without purpose. Glory be to You! Protect us from the torment of the Fire.

جامع دعائیں

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ (آل عمران۔193)

اے پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان کیلئے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار! ہماری برائیوں کو معاف فرما اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔ (آل عمران۔193)

Comprehensive Prayers / Duas

Our Lord! We have heard the caller to belief, ⌜proclaiming,⌝ ‘Believe in your Lord ⌜alone⌝,’ so we believed. Our Lord! Forgive our sins, absolve us of our misdeeds, and allow us ⌜each⌝ to die as one of the virtuous. (3:193)

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ (آل عمران۔194)

اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔(آل عمران۔194)

Our Lord! Grant us what You have promised us through Your messengers and do not disgrace us on Judgment Day—for certainly You never fail in Your promise. (3:194)

قبولیت دعا

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ۔۔۔ (آل عمران۔195)

تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی۔۔۔(آل عمران۔195)

Acceptance of Supplications

Their Lord accepted their supplications… (3:195)

قبولیت دعا کی صورتیں:

دعا کی قبولیت کی تین صورتیں ہیں:

1۔ جو چیز دعا میں مانگی گئی وہی چیز مل جاتی ہے۔

2۔ دعا کے نتیجے میں کوئی مصیبت یا آفت ٹل جاتی ہے۔

3۔ دنیا میں کچھ نہیں ملتا بلکہ وہ دعا آخرت کے دن کے لیے محفوظ کر دی جاتی ہے جو کہ آخرت میں بندے کے کام آئیگی۔

دعا کے آداب و شرائط

قبولیت و آدابِ دعا سے متعلق پہلا ادب اللہ رب العزت کے فرمان فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ میں مذکور ہے کہ ایک بندہ مومن کو ایمان رکھنا چاہئے کہ وہ ذات ہمہ وقت ہمارے قریب ہے۔اتنے قریب ہے کہ اسے ہماری ہر حاجت وضرورت کا علم ہے، ہمارے نفع ونقصان کو ہم سے بھی بہتر جانتا ہے اور ہماری ہر مشکل کو آسان کرنے پر قادر بھی ہے۔

اللہ تعالٰی کو پکارنے اور اس سے دعا مانگنے کا دوسرا ادب یہ ہے کہ دعا اس یقین سے مانگیں کہ مولٰی قریب ہے، ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے، اس لیے وہ ہماری حاجت کا ہم سے بھی بہتر علم رکھنے والا ہے۔

دعا کا تیسرا ادب یقین و توکل ہے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے:

يٰبنىَ آدَم! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ السَّمَاء ثُمَّ اسْتَغْفِرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں اور پھر بھی تو مجھ سے استغفار کرے تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ تیرے گناہ اتنے زیادہ ہو گئے، پھر بھی میں تمہیں بخش دوں گا۔

حدیث: مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ بَابُ الرَّحْمَةِ۔

تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، پس اس کے لیے رحمت کا دروازہ کھول دیا گیا۔

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور کرتے رہنے کی توفیق دے دی گئی کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا نہ چھوڑے اور مایوسی کو قریب نہ لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے پیغام رحمت ہے کہ اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دعا کا دروازہ جس پر کھل گیا گویا اللہ نے اس پر رحمت کے سب دروازے کھول دیئے۔

ارشاد فرمایا: وَمَا سُئِلَ اُللہ شَيْئًا يُعْطَى أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْئَلَ العَافِيَّةَ۔

اور جتنی چیزیں بھی اللہ رب العزت سے مانگی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر چیز جو اللہ کو محبوب ہے، جس پر اللہ خوش ہوتا ہے وہ معافی اور عافیت ہے۔

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں مختلف خواہشات و تمناؤں کی دعائیں کرتے ہیں، ان سب چیزوں میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ دعا یہ ہے کہ ایک گناہگار اللہ سے معافی اور بخشش طلب کرلے۔

دعا دافع البلاء ہے: إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اِللهِ بِالدُّعَاء

دعا اس مصیبت کے لیے بھی فائدہ مند ہے جو اتر چکی ہے اور اس کے لیے بھی فائدہ مند ہے جو ابھی نہیں اتری۔ یعنی جن مصیبتوں میں ہماری زندگی گھر چکی ہے، ان کا خاتمہ بھی دعا کرتی ہے اور جو مصیبتیں ابھی نہیں اتریں اور جن کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ کیا حادثہ کب اور کہاں ہو جائے، دعا ان آنے والی تمام مصیبتوں کو بھی ختم کر دیتی ہے۔

خوشحالی کی دعا کی تاثیر: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللهُ لَهُ عِندَالشَّدَائِدِ وَالكُرَبِ فَاليُكْثِرِ الدُّعَاء فِيْ الرَّخَاء۔ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ مشکلات اور تکالیف کے وقت اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ خوشحالی کے وقت میں اللہ سے زیادہ دعا کیا کرے۔

مستجاب الدعوات ہونے کا راز

صلہ رحمی سے دعائیں قبول کرتی ہیں۔

حرام خوری سے پرہیز

مستجاب الدعوات ہونے کا راز حضور ﷺ نے رزقِ حلال اختیار کرنے اور رزقِ حرام سے پرہیز کرنے کو قرار دیا۔ جس شخص کا رزق حلال ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جس کا رزق حرام ہے، اس کی دعائیں رد کر دی جاتی ہیں۔

وقتِ دعا غفلت سے اجتناب

مستجاب الدعوات ہونے کے تیسرے راز کا تعلق وقتِ دعا سے ہے۔ کچھ اوقات میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

عجلت سے اجتناب

میری دعا کب قبول ہو گی؟ اب تک کیوں نہیں ہوئی؟ یہ گلہ و شکوہ دعاؤں کی قبولیت کو روک دیتا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے کا وبال: دعاؤں کا قبول نہ ہونا بھی ایک عذاب اور سزا ہے

لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ ثُمَّ يَدْعُوْا خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

اللہ کسی کا اجر ضائع نہیں فرماتے

۔۔۔أَنِّی لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ۔ (آل عمران۔195)

(اور رب نے فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک ہو۔(آل عمران۔195)

So their Lord responded to them: “I will never deny any of you—male or female—the reward of your deeds. Each of you is from the other. (3:195)

اہل کتاب کے اچھے لوگوں کی تعریف

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ (آل عمران۔199)

اور بے شک اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اُس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، ان کے دل اللہ کے حضور جھکے رہتے ہیں۔ اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔ (آل عمران۔199)

Praise for the people of Scripture

Indeed, there are some among the People of the Book who truly believe in Allah and what has been revealed to you and what was revealed to them. They humble themselves before Allah—never trading Allah's revelations for a fleeting gain. Their reward is with their Lord. Surely Allah is swift in reckoning. (3:199)

صحیح بخاری مسلم میں ہے کہ نجاشی کے انتقال کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی اور فرمایا کہ تمہارا بھائی حبشہ میں انتقال کر گیا ہے اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔ پھر میدان میں جا کر صحابہ کی صفیں درست فرمائیں اور آپؐ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب نجاشی کی وفات ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو۔ بعض لوگوں نے کہا دیکھئے حضورؐ ہمیں ایک نصرانی کیلئے استغفار کرنے کا حکم دیتے ہیں جو حبشہ میں مرا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب اہل کتاب یکساں نہیں۔ اہل کتاب میں کچھ ایسے بھی ہیں جو خوف خدا رکھتے ہیں۔ آیات الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں تحریف نہیں کرتے۔ ان کے اندر عاجزی اور گریہ زاری بھی موجود ہے۔

صبر اور ثابت قدمی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ آل عمران۔200

اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور خدمت دین کیلئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ۔ (آل عمران۔200)

O, You who have believed! Show endurance, be steadfast; be ready; always be mindful of God, so that you may be successful. (3:200)

اس آیت میں چار چیزوں کی تاکید کی گئی ہے۔

1۔ صبر واستقامت،

2۔ ثابت قدمی

3۔ مرابطہ

4۔ تقویٰ

صبر لفظی معنی روکنے کے ہیں اور اصطلاح قرآن وسنت میں نفس کو خلاف طبع چیزوں پر جمائے رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے۔

صبر کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ صبر علی الطاعات: یعنی جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، ان کی پابندی طبیعت پر کتنی بھی شاق ہو اس پر نفس کو جمائے رکھنا۔

2۔ صبر عن المعاصی یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ نفس کیلئے کتنی ہی مرغوب ولذیذ ہوں نفس کو ان سے روکنا۔

3۔ صبر علی المصائب یعنی مصیبت وتکلیف پر صبر کرنا، حد سے زائد پریشان نہ ہونا اور سب تکلیف وراحت کو حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر صبر و تحمل کا اظہار کرنا اور نفس کو بے قابو نہ ہونے دینا۔

مصابرت یا ثابت قدمی اسی لفظ صبر سے ماخوذ ہے، اس کے معنی ہیں ثابت قدم رہنا۔

وَرَابِطُوْا: مرابطہ کا مطلب ہے استقامت اور ثابت قدمی دکھانا۔ اللہ کے راستے میں وقت کی قربانی دینا رباط کہلاتا ہے۔ ایک نماز کے بعد بعد دوسری نماز کے انتظار کو بھی رباط کہتے ہیں۔

حدیث: رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما علیھا۔ اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔ (بخاری۔ باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ کس چیز سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بڑھاتا ہے:

1۔تکلیف اور مشکل کے باوجود بھی کامل وضو کرنا۔

2۔دور سے چل کر مسجدوں میں آنا۔

3۔ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔یہی رباط ہے۔

حدیث میں مکارہ(یعنی سخت سردی اور مشکلات کے باوجود) مکمل وضو کرنے، مسجدوں میں زیادہ دور سے چل کر جانے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کرنے کو رباط کہا گیا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ)

سورہ النّساء

Chapter - 4: The Women

سورہ النّساء مدنی سورت ہے اور اس کی 176 آیات ہیں۔

Short Summary of the Surah

This Surah mainly contains principles that can unite a human society. The guidance regarding smooth running of family life and ways of settling family disputes, importance of strengthening the family unit. Rules have been prescribed for marriage and the rights of wife and husband have been apportioned fairly and equitably. The status of women in the society has been determined and the declaration of the rights of orphans has been made. Guidance for the division of inheritance, and instructions have been given to reform economic affairs. The Muslims have been enjoined to show generosity to all around them and to be free from selfishness, stinginess of mind. The ways of the purification of mind and body for the offering of Salat have been taught because it plays the most important part in building moral and social personality.

Instructions have been given for the maintenance of discipline in the Muslim Community. They have been enjoined to place their trusts and offices of trust in the custody of honest and qualified persons, and to do what is just and right, and to obey Allah and His Messenger and those among themselves entrusted with the conduct of their affairs and to turn to Allah and His Messenger for the settlement of their disputes. As such an attitude and behaviour alone can ensure consolidation, they have been strongly warned that any deviation from this path will lead to their disintegration. The Muslims have been enjoined to observe the highest standard of justice and always stand with justice and fairness. The moral and religious condition of the people of the Book has been reviewed to teach lessons to the Muslims community. The conduct of the hypocrites has been criticized and the distinctive features of hypocrisy and true faith have been clearly marked off to enable the Muslims to distinguish between the two.

Though this Surah mainly deals with the social and moral teachings and reforms, yet due attention has been paid to the *Dawah* of Islam. The moral and cultural values of Islam have also been discussed, on the other hand, the wrong religious conceptions, and bad practices have been criticized.

سورۃ النساء کے تمہیدی موضوعات

سورۃ آل عمران کی آخری آیت تقویٰ پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت بھی حکم تقویٰ سے شروع ہو رہی ہے۔ اس سورت کے شروع میں میل جول یعنی حقوق العباد سے متعلق احکام ہیں۔ یتیموں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، خواتین کے حقوق، باہمی معاملات، معاشرتی تعلقات، صلح کی اہمیت۔ انسانی معاشرے میں ہر مسئلہ عدالت یا قانون کی قوت سے حل نہیں ہو سکتا۔ بیت سارے معاملات میں اخلاقی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بہت سارے انسانی معاشرتی حقوق کی ادائیگی کا دار و مدار ادب، احترام، دلداری، ہمدردی اور قلبی خیر خواہی پر ہے، اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو کسی کانٹے میں تولی نہیں جا سکتیں، اور قانون کی زبان میں ان کی پوری تعیین مشکل ہے۔ کچھ پرائیویٹ معاملات میں پولیس مداخلت نہیں کر سکتی۔ ہر چیز پر ڈنڈے کے زور پر عمل نہیں کروایا

جاسکتا۔بہت سارے معاشرتی مسائل کا حل سوائے خوف خدااور تقویٰ کے کچھ نہیں۔ بعض دفعہ اصلاح احوال کیلئے دوسرے فرد کی مداخلت بھی پرائیویسی میں مداخلت تصور کی جاتی ہے۔ لٰہذاان معاملات کی اصلاح اور حقوق کی ادائیگی کے لئے سوائے خوف خدااور خوف آخرت کے کوئی دوسراذریعہ نہیں۔ جس کواسلام کی اصطلاح میں تقوٰی سے تعبیر کیا جاتاہے اور حقیقت میں یہ تقوٰی کی طاقت حکومت اور قانون کی طاقت سے کہیں زیادہ ہے۔یہ ان معاملات میں بھی ایک انسان کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے پر رکھتاہے جہاں دوسری تمام طاقتیں، قوت نافذہ یاانفورسمنٹ کادائرہ کار ختم ہوجاتاہے۔اس لئے اس سورت کاآغاز تقوی کی ہدایت سے شروع ہوتاہے کیونکہ آگے جو ہدایات دی جارہی ہیں ان کی مکمل پابندی تقویٰ اور خوف خداکے بغیر ممکن نہیں۔

چوتھے پارے کا بارھواں رکوع: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ۔۔۔ (النساء۔1)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

محبت و مودّت کا آفاقی اصول، انسانی اخوت و برادری، صلہ رحمی، یتیموں کے حقوق، نکاح کی اہمیت، بیوی کے حقوق کی ادائیگی، حق مہر کے احکامات، حق مہر کے حوالے سے عورت کی حق تلفی کی اقسام، ذہنی طور پر کمزور لوگوں کے بارے میں احکامات۔

اس سورت کے آغاز میں ہی فرمایا گیا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ۔۔ اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی سے ڈرو۔اور شاید یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس آیت کو خطبہ نکاح میں پڑھا کرتے تھے اور خطبہ نکاح میں اس کا پڑھنا مسنون ہے۔

محبت و مودّت کا آفاقی اصول

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (النساء۔1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔(النساء۔1)

Universal principle of love and co-existence

O humanity! Be mindful of your Lord Who created you from a single soul, and from it He created its mate, and through both He spread countless men and women. And be mindful of Allah—in Whose Name you appeal to one another—and ˹honour˺ family ties. Surely Allah is ever Watchful over you. (4:1)

This verse explains the mutual rights of human beings and principles to establish stable family life. The expression 'Who created you from a single soul (*nafs*)' indicates that the creation of the human species began with one couple (Adam and Eve).

اللہ تعالیٰ یایھا الناس کہہ کر تمام انسانوں سے مخاطب ہے کہ ایک جوڑے سے انسانیّت کا آغاز ہوا۔ تمام نسل انسانی ایک ہی آدمؑ کا گھرانہ ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آدم و حوا کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ اس کا فطری تقاضا ہے کہ آپس میں عدل وانصاف کے تعلقات رکھتے ہوئے زندگی بسر کریں۔ دوسرا یہ کہ جس طرح آدم تمام نسل انسانی کے باپ ہیں اسی طرح حوا تمام نسل انسانی کی ماں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حوا کو آدم ہی سے بنایا ہے۔ اس وجہ سے عورت کوئی ذلیل، حقیر و فروتر اور فطری گنہ گار مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ بھی شرف انسانیت میں برابر کی شریک ہے۔

عورت اور مرد دونوں ایک ہی جنس سے ہیں، دونوں ایک ہی آدم و حوا کی اولاد ہیں، دونوں ایک ہی قسم کے گوشت پوست سے بنے ہوئے ہیں۔ ان دو لفظوں میں قرآن نے ان تمام جاہلی نظریات اور غلط مذہبی تصورات کی تردید کر دی جو عورت کو مرد کے مقابل میں، ایک فروتر مخلوق قرار دیتے تھے۔

تیسرا یہ کہ یہ خلق آپ سے آپ وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کا خالق اللہ ہے۔ اس وجہ سے یہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس زمین پر کسی کو ظلم و تعدی کا نشانہ بنائے بلکہ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ رحمدلی، احسان اور بھلائی کی روش اختیار کرے۔

الخلق عیال اللہ فاحبّ الخلق الی اللہ من احسن الیٰ عیالہ۔

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت اُن بندوں سے ہے جو اس کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور بھلائی کریں۔ (حدیث)

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا کہ: لوگو تم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو ایک دوسرے پر شفقت کیا کرو، کمزور اور ناتواں کا ساتھ دو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

حدیث: حضورﷺ نے فرمایا: مَن أحبَّ أن يُبْسَط له في رزقه، وأن يُنسأ له في أثره فليصل رحمه۔ یعنی جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی پیدا ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ اس حدیث سے صلہ رحمی کے دو بڑے اہم فائدے معلوم ہوگئے کہ آخرت کا ثواب تو ہے ہی، دنیا میں بھی صلہ رحمی کا فائدہ یہ ہے کہ رزق کی تنگی دور ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریمﷺ جب مدینہ تشریف لائے اور میں حاضر ہوا تو آپ کے وہ مبارک کلمات جو سب سے پہلے میرے کانوں میں پڑے یہ تھے آپؐ نے فرمایا: يا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشوا السَّلامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا باللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيامٌ، تدخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلامٍ۔ اے لوگو! ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو، اللہ کی رضاجوئی کے لئے لوگوں کو کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کیا کرو اور ایسے وقت میں نماز کی طرف سبقت کیا کرو۔

صلہ رحمی کے مقابلہ میں قطع رحمی ہے جس کے بارے میں شدید وعیدیں آئی ہیں۔

یتیموں کی نگہداشت

یتیم کے مال میں احتیاط

وَاٰ تُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔ (النساء۔2)

اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو۔ اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (النساء۔2)

Taking Care of Orphans

Give orphans their wealth ⌜when they reach maturity⌝, and do not exchange your worthless possessions for their valuables, nor cheat them by mixing their wealth with your own. For this would indeed be a great sin. (4:2)

بلاشبہ کفالت یتیم ایک بہت بڑی سعادت ہے۔

حدیث: اس دنیا میں سب سے اچھا گھر وہ گھر ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔اور سب سے برا گھر وہ گھر ہے جس میں ایک یتیم کے ساتھ بد سلوکی کی جائے۔

نکاح کی اہمیّت

بیوی کے حقوق کی ادائیگی

حق مہر کی ادائیگی

حق مہر بیوی کو نکاح کے موقع پر دیا جاتا ہے اور یہ بیوی کے نان ونفقہ کے مستقل اخراجات کے علاوہ ہے۔

حق مہر کے حوالے سے عورت پر ظلم وزیادتی کی اقسام

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں حق مہر کے حوالے سے عورت کے ساتھ کئی قسم کے ظلم ہوتے تھے۔

1۔ایک یہ کہ مہر جو عورت کا حق ہے اس کو دیا ہی نہیں جاتا تھا،بلکہ عورت کے اولیاء،شوہر سے وصول کر لیتے تھے جو سراسر ظلم تھا۔اس رواج کو ختم کرنے کے لئے قرآن کریم نے فرمایا:واتوا النسآء صدقٰتھن۔۔یعنی عورتوں کو ان کے مہر دو۔اس حکم کے مخاطب شوہر بھی ہیں کہ وہ اپنی بیوی کا مہر خود بیوی کو دے دیں اور کسی اور کو نہ دیں۔عورت کے اولیاء بھی اس حکم کے مخاطب ہیں کہ اگر مہر ان کو ملے تو یہ عورت کو ہی دیدیں،اس کو اپنے تصرف میں نہ لائیں۔

2۔حق مہر کے حوالے سے دوسرا ظلم یہ تھا کہ اگر کبھی عورت کو مہر دینا بھی پڑ گیا تو بہت تلخی کے ساتھ،بادل ناخواستہ،تاوان سمجھ کر دیتے تھے،اس ظلم کا ازالہ آیت مذکورہ کے اس لفظ نحلہ سے فرمایا گیا،کیونکہ نحلہ لغت میں اس دینے کو کہتے ہیں جو خوش دلی کے ساتھ دیا جائے۔اس آیت میں یہ تعلیم فرمائی گئی کہ عورتوں کا مہر ایک حق واجب ہے،اس کی ادائیگی ضروری ہے اور جس طرح تمام حقوق واجبہ کو خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح مہر کو بھی سمجھنا چاہئے۔

3۔تیسرا ظلم مہر کے بارے میں یہ بھی ہوتا تھا کہ بہت سے شوہر یہ سمجھ کر بیوی مجبور ہے،کمزور ہے مخالفت نہیں کر سکتی،دباؤ ڈال کر بیوی سے حق مہر معاف کرا لیتے تھے،جس سے درحقیقت معافی نہ ہوتی تھی مگر وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو جاتے تھے کہ مہر معاف ہو گیا۔اس ظلم کے انسداد کے لئے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا فان طبن لکم عن شی منہ نفسا۔۔یعنی اگر وہ عورتیں اپنے دل کی خوشی سے اپنے مہر کا کوئی حصہ تمہیں دیدیں یا معاف کر دیں تو اس صورت میں تمہارے لئے وہ حلال اور جائز ہے۔مطلب یہ ہے کہ جبر واکراہ اور دباؤ کے ذریعہ معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں،اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا۔

افسوس ہے کہ جاہلیت کے زمانہ کی یہ باتیں مسلمانوں میں اب بھی موجود ہیں، مختلف علاقوں اور کلچر میں ان مظالم میں سے کوئی نہ کوئی ظلم ضرور پایا جاتا ہے،ان سب مظالم سے بچنا لازم ہے۔

شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا ذرا سا مال بھی کسی دوسرے کے لئے حلال نہیں ہے جب تک کہ طیب نفس یعنی دل کی خوشی سے اجازت نہ ہو، بطور قاعدہ کلیہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: خبردار ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کے لئے) حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔

یہی زیادتی عورتوں کے ساتھ وراثت کے مال میں بھی کی جاتی ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ماں یا باپ کے فوت ہو جانے پر بیٹے ہی پورے مال پر قابض ہو جاتے ہیں اور بہنوں کو حصہ نہیں دیتے۔ اگر کسی کو بہت دینداری کا خیال ہوا تو بہنوں سے معاف کرا لیتا ہے۔ وہ چونکہ یہ سمجھتی ہیں کہ حصہ کسی حال میں ملنے والا نہیں، اس لئے اپنی مرضی کے خلاف معاف کرنے کو کہہ دیتی ہیں۔ یہ سب حق تلفی کے زمرے میں آتا ہے۔

مساجد و مدارس یا کسی چیریٹی کے لئے اگر چندہ یا فنڈ ریزنگ کی جائے اس میں بھی دینے والے کے طیب نفس کا خیال رکھنا لازم ہے۔ بعض دفعہ وفد کے دباؤ سے اگر کوئی شخص چندہ دے اور دل کی خوشی نہ ہو، صرف شرمندگی سے بچنے کیلئے دے تو ایسا چندہ بھی درست نہیں۔

ذہنی طور پر کمزور لوگوں کے بارے میں احکامات

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (النساء۔5)

اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہارے لیے گزر بسر کا ذریعہ بنایا ہے، نادان لوگوں کے حوالہ نہ کرو، البتہ انہیں کھانے اور پہننے کے لیے دو اور ان سے نرم اور اچھے انداز میں گفتگو کرو۔ النساء۔5

Do not entrust the incapable ˹among your dependants˺ with your wealth which Allah has made a means of support for you—but feed and clothe them from it and speak to them kindly. (4:5)

According to the directive embodied in the verse, anyone who entrusts wealth or property to someone else's care should satisfy himself that the latter is capable of making good use of it. This verse covers a very wide spectrum of meaning. It emphasizes that wealth is one of the main supports of human life. It should not be left, therefore, at the mercy of those who are incompetent to handle it properly, causing damage or harm to others by misuse of wealth. Restrictions should be placed on such person in order that the owner is restrained from spending his resources against his own welfare, collective welfare and interests of the society. The necessities of such person's life should always be provided for.

یہ آیت مالی آزادی کے حوالے سے ہماری رہنمائی کرتی ہے اور بہت وسیع معنی کی حامل ہے۔اس آیت میں یہ جامع ہدایت فرمائی گئی ہے کہ مال جو زندگی کی ضرورت ہے، بہر حال ایسے نادان لوگوں کے اختیار و تصرف میں نہ رہنا چاہیے جو اسے غلط طریقے سے استعمال کر کے نہ صرف اپنا بلکہ دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہوں جس کے نتیجے میں نظام معاشرت اور نظام اخلاق و کردار کو خراب کر دیں۔ حقوق ملکیت جو کسی شخص کو اپنے املاک پر حاصل ہیں اس قدر غیر محدود نہیں ہیں کہ وہ اگر ان حقوق کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا اہل نہ ہو اور ان کے استعمال سے معاشرتی فساد برپا کر دے تب بھی اس کے وہ حقوق سلب نہ کیے جا سکیں۔ جہاں تک آدمی کی ضروریات زندگی کا تعلق ہے وہ تو ضرور پوری ہونی چاہئیں، لیکن جہاں تک مالکانہ حقوق کے آزادانہ استعمال کا تعلق ہے اس پر یہ پابندی عائد ہونی چاہیے کہ یہ استعمال اخلاق و تہذیب اور اجتماعی حدود و قیود کے لیے مضر نہ ہو۔ اس ہدایت کے مطابق ہر صاحب مال کو اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ وہ اپنا مال جس کے حوالے کر رہا ہے وہ اس کے استعمال کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح حکومت وقت کو اس امر کا انتظام کرنا چاہیے کہ جو لوگ اپنے اموال پر خود ذمہ دارانہ تصرف کے اہل نہ ہوں یا جو لوگ اپنی دولت کے ذریعے معاشرتی فساد برپا کر رہے ہوں، ان کی املاک پر ان کے تصرف کو محدود کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے دولت کے ذریعے اپنا اور دوسروں کا نقصان نہ کریں۔ جیسا کہ دوسری آیت میں یتیم کے مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرائط عائد کی گئیں: ایک بالغ ہونا اور دوسرا رشد، یعنی مال کے صحیح استعمال کی اہلیت۔

تیرھواں رکوع: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ۔۔۔ (النساء۔11)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

یہ سارا رکوع وراثت کے احکامات ومسائل پر مشتمل ہے۔اس رکوع کی پہلی آیت کریمہ آیت میراث کہلاتی ہے۔اس کے بعد کی آیت، پچھلے رکوع کی دو آیات اور اس سورت کے خاتمہ کی آیت کا تعلق بھی وراثت کے احکام سے ہے۔ان آیات کی تفسیر کو یہاں جمع کر دیا گیا ہے تاکہ موضوعاتی ترتیب میں آسانی ہو۔

ترکہ کی تقسیم کی ترتیب اور طریقہ کار:

1۔پہلا مرحلہ: تجہیز وتکفین کے اخراجات۔

2۔دوسرا مرحلہ: میت کے ذمہ قرض اور مالی فرائض کی ادائیگی۔

3۔تیسرا مرحلہ: مالی وصیت (اگر کوئی ہے تو) پر عمل۔

4۔چوتھا مرحلہ: تقسیم وراثت۔

تقسیم وراثت کے وقت وسعت قلبی کا مظاہرہ کرو، احکام وراثت کی اہمیت۔

وراثت کے احکامات ومسائل

اللہ تعالی تمہیں اولاد میں مال تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے۔یوصیکم اللہ فی اولادکم--- (النساء۔11)

حدیث: رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس ان کی بیماری کے زمانے میں ان کی عیادت کو گئے۔حضرت سعد نے کہا: یارسول اللہؐ! میرے پاس مال بہت ہے اور میری ایک ہی بیٹی ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا دو تہائی مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں آپؐ نے فرمایا: نہیں، انہوں نے پوچھا پھر ایک تہائی کی اجازت دیجئے آپؐ نے فرمایا خیر لیکن یہ بھی زیادہ ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ۔

تو اگر اپنے پیچھے اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جائے یہ اس سے بہتر ہے تو کہ تو انہیں فقیر چھوڑ کر جائے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (بخاری ومسلم)

اسلام کا متوازن قانون وراثت

مشرکین عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو اس کی بڑی اولاد کو اس کا مال مل جاتا چھوٹی اولاد اور عورتیں بالکل محروم رہتیں اسلام نے وراثت کے احکامات نازل فرما کر سب کی مساویانہ حیثیت قائم کر دی کہ وارث تو سب ہوں گے خواہ قرابت حقیقی ہو یا بوجہ عقد زوجیت کے ہو، سب کو کم و بیش حصہ ملے گا۔ اسلام سے قبل ایک یہ ظلم بھی روا رکھا جاتا تھا کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور صرف بڑے لڑکے جو لڑنے کے قابل ہوتے، سارے مال کے وارث قرار پاتے۔ اسلام نے اولاد میں سے ہر ایک کو وارث بنایا۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے اپنی کچھ اولاد چھوڑی اور بیوی کے پیٹ میں بھی بچہ ہے تو یہ جنین بھی وارثوں کی فہرست میں آئے گا۔ اس کی ولادت تک تقسیم میراث ملتوی رکھنا مناسب ہو گا تا کہ یہ نومولود بچہ یا بچی بھی وراثت سے محروم نہ رہ جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مردوں کی طرح عورتوں اور بچے بچیاں اپنے والدین اور اقارب کے مال میں حصہ دار ہوں گے انہیں محروم نہیں کیا جائے گا۔ تاہم یہ الگ بات ہے کہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے حصے سے نصف ہے۔ یہ عورت پر ظلم نہیں ہے اور نہ ہی اس کا استخفاف ہے بلکہ اسلام کا یہ قانونِ میراث عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ عورت کو اسلام نے معاش کی ذمہ داری سے فارغ رکھا ہے اور مرد کو اس کا کفیل بنایا ہے۔ اسی طرح عورت کے مقابلے میں مرد پر کئی گنا زیادہ مالی ذمہ داریاں ہیں اس کے باوجود عورت کو وراثت سے محروم نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض صورتوں میں عورت زیادہ کی بھی حقدار بن سکتی ہے۔ مثلاً مال وراثت میں عورت کا حصّہ صرف بحیثیت بیٹی ہی مقرر نہیں ہے بلکہ بحیثیت ماں، بحیثیت بیوی اور بحیثیت بہن بھی الگ الگ حصّہ مقرر ہے۔ اس لحاظ سے وہ اپنے والدین، اپنے خاوند، اپنے بھائی اور اپنی اولاد کے مال کی بھی وارث اور اپنے حصے کی حقدار ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ (النساء۔7)

مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ حصہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے۔ النساء۔7

Shares of Inheritance

For men there is a share in what their parents and close relatives leave, and for women there is a share in what their parents and close relatives leave—whether it is little or much. ⌜These are⌝ obligatory shares. (4:7)

According to Islamic law of inheritance, a female—whether she is a mother, a wife, a sister, a daughter, etc.—gets one of three shares, depending on her closeness to the deceased:

If she is a daughter, she will get half of the share of her brother, since he—unlike his sister—has to provide for the family and pay a dowry at the time of his marriage.

But in some cases, a female will receive more than a male's share. For example, if a man leaves £24 000 and six sons, two brothers, a wife, and a mother. The wife will get one-eighth (£3000), the mother one-sixth (£4000), each of the sons will receive about £2 833 and the two brothers will not get anything.

وراثت کے مسائل

ورثہ تقسیم کرنے سے پہلے چند اخراجات کی ادائیگی:

تجہیز و تدفین: کفن دفن کے اخراجات۔

قرض ومالی لین دین: سارے قرضے اتار دیے جائیں جس میں ادھار، مہر، زکوۃ اور چھوڑے ہوئے روزوں کا کفارہ شامل ہے۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر میت کا مال اتنا ہے کہ بیوی کا حق مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی پورا مال مہر میں عورت کو دے دیا جائے گا اور کسی وارث کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔

اگر میت پر حج فرض تھا تو ورثا کی رضامندی سے حج بدل بھی کیا جا سکتا ہے۔

ہبہ یا تحفہ۔ میت اگر اپنی زندگی میں کسی کو کوئی چیز بطور تحفہ دے کر مالک بنا گیا ہو تو وہ چیز واپس نہیں لی جا سکتی۔

وصیت پر عمل۔ یہ زبانی بھی ہو سکتی ہے اور تحریری بھی- یہ ورثے کی کل مقدار کا ایک تہائی تک ہو سکتی ہے۔ یہ مرنے کے بعد ہی دی جاتی ہے اور وارثوں کو نہیں مل سکتی۔ (حدیث: لا وصیت لوارث)

وصیت کے متعلق سورۃ البقرہ آیت: 186 میں تفصیل گذر چکی ہے کہ آدمی کو اپنے کل مال کے ایک تہائی کی حد تک وصیت کرنے کا اختیار ہے، اور یہ وصیت کا قاعدہ اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ قانون وراثت کی رو سے جن عزیزوں کو میراث میں سے حصہ نہیں پہنچتا ان میں سے کسی کو یا کسی اور فرد جس کو آدمی مدد کا مستحق پاتا ہو اس کے لیے اپنے اختیار سے حصہ مقرر کر

دے۔ مثلاً کوئی یتیم پوتا یا پوتی موجود ہے، یا کسی بیٹے کی بیوہ مصیبت کے دن کاٹ رہی ہے، یا کوئی بھائی یا بہن یا اور کوئی عزیز ایسا ہے جو سہارے کا محتاج نظر آتا ہے، تو اس کے حق میں وصیت کے ذریعہ سے حصہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر رشتہ داروں میں کوئی ایسا نہیں ہے تو دوسرے مستحقین کے لیے یا کسی رفاہ عامہ کے کام میں صرف کرنے کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کی کل ملکیت میں سے دو تہائی کے متعلق شریعت نے میراث کا ضابطہ بنا دیا ہے جس میں سے شریعت کے نامزد کردہ وارثوں کو مقررہ حصہ ملے گا۔ اور ایک تہائی کو خود اس کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے کہ اپنے مخصوص خاندانی حالات کے لحاظ سے (جو ظاہر ہے کہ ہر آدمی کے معاملہ میں مختلف ہوں گے) جس طرح مناسب سمجھے تقسیم کرنے کی وصیت کردے۔

ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ میت کی وصیت کا احترام کریں اور اس کو اس کی روح کے مطابق نافذ کریں۔ (وصیت کے احکام سے متعلق مزید دیکھئے تذکیر بالقرآن۔ پارہ:2 رکوع:6، آیت۔ البقرہ:186)

اس آیت کے آخری الفاظ بہت توجہ طلب ہیں۔ فرمایا:

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ (النساء۔7)

یعنی وراثت کے سارے مال کو تقسیم کیا جائے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ حصہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے۔

ان الفاظ سے ایک بہت بڑی جاہلانہ رسم کی اصلاح فرمائی گئی ہے۔ وہ یہ کہ زمانہ جاہلیت میں وراثت کے بعض مال پر میت کے بیٹے خود بخود اپنا قبضہ جما لیتے تھے۔ مثلاً گھوڑا اور تلوار وغیرہ یہ صرف نوجوان مردوں کا حق تھا، دوسرے وارثوں کو ان سے محروم کردیا جاتا تھا۔ قرآن کریم کی اس ہدایت نے بتلا دیا کہ میت کی ملکیت میں جو چیز بھی تھی، خواہ بڑی ہو یا چھوٹی ہر چیز میں ہر وارث کا حق ہے، کسی وارث کو کوئی خاص چیز بغیر تقسیم کے خود رکھ لینا جائز نہیں۔

موجودہ دور میں عموماً میت کا بزنس، فیکٹری، دوکان، سامان تجارت پر صرف بیٹوں کو حقدار سمجھا جاتا ہے حالانکہ وراثت کے شرعی اصول کے مطابق میت جو مال بھی چھوڑتا ہے وہ میراث ہے اور اس سارے مال کی منصفانہ تقسیم ضروری ہے الا یہ کہ میت اپنی زندگی میں کوئی چیز کسی کو تحفہ میں دے جائے۔ تحفہ یا ہبہ میں بھی اولاد کے درمیان عدل ضروری ہے ورنہ یہ زیادتی ہوگی۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر میت نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو وہ کپڑا دس حصوں میں کاٹ کر وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا الا یہ کہ کوئی ایک اس کو خرید لے اور رقم بقدر حصہ تقسیم کردی جائے۔

تقسیم وراثت کے وقت وسعت قلبی کا مظاہرہ کرو

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

(النساء۔8)

اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو۔ اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔ (النساء۔8)

If ⌈non-inheriting⌉ relatives, orphans, or the needy are present at the time of distribution, offer them a provision from it and speak to them kindly. (4:8)

اس آیت کو بعض علماء نے آیت میراث سے منسوخ قرار دیا ہے لیکن صحیح تر بات یہ ہے یہ منسوخ نہیں، بلکہ تقسیم وراثت کے حوالے سے ایک بہت ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے۔

میت کے رشتہ داروں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو ضابطہ شرعی کے ماتحت اس کی میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا لیکن اگر اس قرآنی آیت اور اس میں بیان کردہ اخلاقی اصول کو سمجھ لیا جائے تو یتیم پوتے پوتیاں یا یتیم نواسے نواسیاں جو اگرچہ باقاعدہ وارث نہیں لیکن اگر وہ ضرورت مند ہوں تو اس آیت کی رو سے ان کیلئے وراثت میں سے مال دیا جاسکتا ہے۔

زندگی میں ہی وراثت کی تقسیم

وراثت کی تقسیم کسی شخص کی وفات کے بعد ہوتی ہے۔ اس کی موت کے وقت جو قریبی رشتہ دار زندہ ہوتے ہیں، وہ شریعت کی بتائی ہوئی تفصیلات کے مطابق اپنا حصہ پاتے ہیں۔ وراثت کسی شخص کی زندگی میں تقسیم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ہی اپنا مال و جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو اسے شرعی اصطلاح میں اسے ہبہ یا گفٹ کہتے ہیں لیکن ہبہ کرتے وقت تعلیم یہ ہے کہ تقسیم میں عدل و انصاف اور مساوات کی جائے۔ جتنا لڑکے کو دیا جائے اتنا ہی لڑکی کو بھی دیا جائے۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتّقواللہ وأعدلوا فی أولادکم۔

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔ (بخاری، مسلم)

امام بخاریؒ نے اس ضمن میں لکھا ہے: کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز دے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ چیز دوسروں کو نہ دے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ انصاف سے کام لے اور جو چیز ایک کو دی ہے وہ دوسروں کو بھی دے۔(باب الہبۃ للولد)

احکام وراثت کی اہمیت

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (النساء۔13)

یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔(النساء۔13)

These ˹entitlements˺ are the limits set by Allah. Whoever obeys Allah and His Messenger will be admitted into Gardens under which rivers flow, to stay there forever. That is the ultimate achievement! (4:13)

چودھواں رکوع: وَالّٰتِیْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ۔۔۔ (النساء۔14)

رکوع کے تفسیری موضوعات:

توبہ کی اہمیت، توبہ کی تعریف اور حقیقت، حقوق الزوجین، خواتین سے حسن سلوک کی تاکید، عورت پر ظلم و زیادتی کی ممانعت، اسلام سے پہلے عورت پر ہونے والے مظالم کا انسداد۔

توبہ میں جلدی

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ (النساء۔17)

وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے ان لوگوں کے لیے ہے جو نادانی سے گناہ کا کام کرتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔(نساء۔17)

Allah accepts the repentance of those who commit evil ignorantly ˹or recklessly˺ then repent soon after—Allah will pardon them. And Allah is All-Knowing, All-Wise. (4:17)

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ۔۔۔ النساء۔ 18

اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔۔۔

It is not true repentance when people continue to do evil until death confronts them and then say "Now I repent!" ……. (4:17)

توبہ کے معنی رجوع الی اللہ کے ہیں۔ گناہ کے بعد بندے کا خدا سے توبہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ایک غلام، جو اپنے آقا کا نافرمان بن گیا تھا اب اپنے کیے پر پشیمان ہے اور اطاعت و فرماں برداری کی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور خدا کی طرف سے بندے پر توبہ یہ معنی رکھتی ہے کہ بندے کی طرف آقا کی نظر رحمت جو پھر گئی تھی وہ از سر نو اس کی طرف منعطف ہو گئی۔

اللہ تعالٰی اس آیت میں فرماتا ہے کہ میرے ہاں معافی ان بندوں کے لیے ہے جو نادانی کی بنا پر قصور کرتے ہیں، اور جب آنکھوں پر سے جہالت کا پردہ ہٹتا ہے تو شرمندہ ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لیتے ہیں۔ ایسے بندے جب بھی اپنی غلطی پر نادم ہو کر اپنے آقا کی طرف پلٹیں گے اس کا دروازہ کھلا پائیں گے۔ مگر توبہ ان کے لیے نہیں ہے جو اپنے خدا سے بے خوف اور بے پروا ہو کر تمام عمر گناہ پر گناہ کیے چلے جائیں اور پھر عین اس وقت جبکہ موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو معافی مانگنے لگیں۔ اسی مضمون کو نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ: ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر۔ اللہ بندے کی توبہ بس اسی وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثار موت شروع نہ ہوں۔ کیونکہ امتحان کی مہلت جب پوری ہو گئی اور کتاب زندگی ختم ہو چکی تو اب پلٹنے کا کونسا موقع ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص بغیر اسلام کے دنیا سے رخصت ہو جائے اور دوسری زندگی کی سرحد میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے جو وہ دنیا میں سمجھتا رہا تو اس وقت معافی مانگنے کا کوئی موقع نہیں۔

کیا قصد و اختیار سے کیا ہوا گناہ معاف نہیں ہوتا؟

اس آیت میں بجھالۃ کا لفظ آیا ہے جس کا ظاہری مطلب یہ بنتا ہے کہ اگر کوئی نادانی سے گناہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو گی، جان بوجھ کر کرے تو توبہ قبول نہیں ہو گی۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تفسیر اس آیت کی بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ

جہالتہ سے اسی جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو گناہ کے گناہ ہونے کا پتہ نہ ہو یا گناہ کا قصد وارادہ نہ ہو، بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کو گناہ کے انجام بد اور اخروی عذاب سے غفلت اس گناہ پر اقدام کا سبب ہوگئی، اگرچہ گناہ کو گناہ جانتا ہو اور اس کا قصد وارادہ بھی کیا ہو۔ دوسرے الفاظ میں جہالت کا لفظ اس جگہ حماقت وبیوقوفی کے معنی میں ہے۔ ابوالعالیہؒ اور قتادہؒ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ اس پر متفق تھے کہ: كل ذنب اصابه عبد فهو جهاله عمداً اوغيره۔ یعنی بندہ جو گناہ بھی کرتا ہے خواہ بلا قصد ہو یا بالقصد بہر حال وہ جہالت ہی ہے۔ امام تفسیر مجاہدؒ نے فرمایا: كل عامل بمعصيته الله فهو جاهل حين عملها۔ یعنی جو شخص کسی کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے وہ یہ کام کرتے ہوئے جاہل ہی ہے اگرچہ صورت میں بڑا عالم نظر آتا ہو۔ (ابن کثیر)

اس لئے صحابہ وتابعین اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قصداً کسی گناہ کا مرتکب ہو اس کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ (بحر محیط)

توبہ کی تعریف اور حقیقت

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ گناہ کے تین درجے ہیں:

1۔ پہلا یہ کہ کسی گناہ کا کبھی ارتکاب ہی نہ ہو، یہ تو فرشتوں اور انبیاء کا درجہ اور خصوصیت ہے۔

2۔ گناہ کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ گناہوں پر اقدام کرے اور پھر ان پر اصرار جاری رہے، کبھی ان پر ندامت اور ان کے ترک کا خیال نہ آئے یہ درجہ شیاطین کا ہے

3۔ تیسرا مقام بنی آدم کا ہے کہ گناہ سرزد ہو تو فوراً اس پر ندامت ہو، اور آئندہ اس کے ترک کا پختہ عزم ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا شیاطین کا وطیرہ ہے اس لئے باجماع امت توبہ فرض ہے، قرآن مجید کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ (تحریم۔8)

یعنی ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو سچی توبہ، تو کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کا کفارہ کردیں اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

کریم الکرماء اور رحیم الرحماء کی بارگاہ رحمت کی شان دیکھئے کہ انسان ساری عمر اس کی نافرمانی میں مبتلا رہے، مگر موت سے پہلے سچے دل سے توبہ کرلے تو صرف یہی نہیں کہ اس کا قصور معاف کردیا جائے بلکہ اس کو اپنے محبوب بندوں میں داخل کرکے جنت کا وارث بنادیا جاتا ہے۔

حدیث: حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

یعنی گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے جس نے گویا گناہ کیا ہی نہ تھا۔

بعض روایات میں ہے کہ جب بندہ کسی گناہ سے توبہ کرے اور وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہو جائے، تو صرف یہی نہیں کہ اس پر مواخذہ نہ ہو، بلکہ اس کو فرشتوں کے لکھے ہوئے نامہ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے، تاکہ اس کی رسوائی بھی نہ ہو۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ توبہ سچی اور توبتہ النصوح ہو، جس کی تین شرائط ہیں۔

1۔ توبہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کئے پر ندامت اور شرمساری کرے۔ حدیث میں ارشاد ہے: انما التوبۃ الندم یعنی توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔

2۔ توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ جس گناہوں کا ارتکاب کیا ہے ان کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کو بھی اس سے باز رہنے کا پختہ عزم و ارادہ کرے۔

3۔ توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ گناہوں کی تلافی کی فکر کرے۔ یعنی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد پامال ہو چکے ہیں ان کی تلافی کرے۔ مثلاً نماز روزے فوت ہوئے ہیں تو ان کی قضا کرے۔ فرض زکوٰۃ ادا نہیں کی اب حسب استطاعت ادا کرنے کی فکر کرے۔ کسی کا قرض دینا ہے تو اس کو واپس کرے۔ کسی کا حق مارا ہوا ہے تو اس کی تلافی کرے۔ کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس سے معافی طلب کرے وغیرہ۔

حقوق الزّوجین

خواتین سے حسن سلوک کی تاکید

اسلام میں بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم ہے جس کی قرآن نے بڑی تاکید کی ہے اور احادیث میں بھی نبی اکرم ﷺ نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔

حدیث: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ

زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں اور جو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ (ترمذی، ابو داؤد)

اسلام سے پہلے عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں ایک عزت کا مقام و مرتبہ عطا کیا۔

حدیث:رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے سب سے بہتر ہیں۔

اسلام نے عورت کو جہاں معاشرے میں امتیازی مقام عطا کیا وہیں وراثت اور نان ونفقہ کا حق بھی اسے فراہم کیا۔ ساتھ ہی مرد کو یہ ذمہ داری دی کہ وہ عورتوں کی کفالت ودیگر ضروریات کی تکمیل کرے اور اس کو تحفظ فراہم کرے

عیوب پر نظر کے بجائے خوبیوں پر رکھو

بعض اوقات ازدواجی زندگی کی ابتداء میں بیوی کی بعض باتیں شوہر کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں یا شوہر کی بعض باتیں بیوی کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں جس سے وہ ایک دوسرے سے بددل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ صبر سے کام لیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں تو اس کے مثبت نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ آدمی ازدواجی تعلق کو منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام لے۔ طلاق بالکل آخری چارہ کار ہے جس کو ناگزیر حالات ہی میں استعمال کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ابغض الحلال الی اللہ الطلاق۔ یعنی طلاق اگرچہ جائز ہے مگر تمام جائز کاموں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند اگر کوئی چیز ہے تو وہ طلاق ہے۔

عورت پر ظلم وزیادتی کی ممانعت

يَآ اَيُّـهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ النساء۔19

اے ایمان والو! تمہیں یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو۔(النساء۔19)

O You who have believed! It is not permissible for you to inherit women against their will… (4:19)

اسلام سے پہلے عورتوں پر ہونیوالے مظالم کا انسداد

ان تین آیتوں میں ان مظالم کی روک تھام ہے جو اسلام سے پہلے عورت کئے جاتے تھے۔ ان میں ایک بہت بڑا ظلم یہ تھا کہ مرد عورتوں کی جان ومال کا اپنے آپ کو مالک سمجھتے تھے، عورت جس کے نکاح میں آگئی وہ اس کی جان کو بھی اپنی ملکیت سمجھتا تھا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث جس طرح اس کے متروکہ مال کے وارث اور مالک ہوتے تھے اسی طرح اس کی بیوی کے بھی وارث اور مالک مانے جاتے تھے۔

اسلام سے قبل عورت پر ایک ظلم یہ بھی ہوتا تھا کہ شوہر کے مر جانے کے بعد اس کے گھر کے لوگ اس کے مال کی طرح اس کی عورت کے بھی زبردستی وارث بن بیٹھتے تھے اور خود اپنی مرضی سے، اس کی رضامندی کے بغیر اس سے نکاح کر لیتے حتیٰ کہ سوتیلا بیٹا تک بھی مرنے والے باپ کی عورت سے نکاح کر لیتا اور اگر چاہتے تو کسی اور جگہ نکاح نہ کرنے دیتے تھے۔ اور ساری عمر وہ عورت یونہی رہنے پر مجبور ہوتی۔ اسلام نے ظلم کے ان تمام طریقوں سے منع فرمایا۔

ایک ظلم یہ بھی کیا جاتا تھا کہ اگر خاوند کو بیوی پسند نہ ہوتی اور وہ اس سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتا تو از خود اس کو طلاق نہ دیتا بلکہ اسے خوب تنگ کرتا تا کہ وہ مجبور ہو کر حق مہر جو خاوند نے اسے دیا ہوتا، از خود واپس کر کے اس سے خلاصی پانے کو ترجیح دیتی، اسلام نے اس حرکت کو بھی ظلم قرار دیا۔

ایک یہ ظلم تھا کہ جو مال عورت کو کہیں سے وراثت میں ملا یا اس کے میکہ والوں کی طرف سے بطور ہدیہ تحفہ ملا، بیچاری عورت اس سب سے محروم و بے تعلق رہتی اور یہ سب مال سسرال کے مرد ہضم کر لیتے تھے۔

ایک ظلم یہ ہوتا تھا کہ مرد اس کو نکاح کرنے سے اس لئے روکتے تھے کہ یہ اپنا مال باہر نہ لے جاسکے بلکہ یہیں مر جائے تا کہ ہم اس کی جائیداد کے وارث بن سکیں۔

یہ سب مظالم اس بنیاد پر ہوتے تھے کہ عورت کے مال بلکہ اس کی جان کا بھی اپنے آپ کو مالک سمجھا جاتا تھا، قرآن کریم نے اس فساد کی اس جڑ کو اکھاڑ ڈالا اور اس کے تحت ہونے والے تمام مظالم کے انسداد کے لئے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم جبراً عورتوں کے مالک بن بیٹھو۔

عورت کے ساتھ ظلم وزیادتی کے یہ سارے طریقے ناجائز اور حرام ہیں۔

چوتھے پارے کا آخری رکوع: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ۔۔۔ (النساء۔23)

محرّمات۔ سورہ نساء آیت 23 میں جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

نسبی، رضاعی اور سسرالی رشتے سے جو عورتیں مرد پر حرام ہیں ان کا بیان اس آیت کریمہ میں ہو رہا ہے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سات عورتیں نسب (خونی رشتہ) کی وجہ سے حرام ہیں اور سات بوجہ سسرال کے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

خلاصہ قرآن پر اپنی قیمتی تجاویز، آراء اور تبصروں سے ضرور آگاہ فرمائیں

For Feedback, Comments and Suggestions Please Contact:
Mobile: +44 785 3099 327
Email: info@hafizsajjad.com

www.hafizsajjad.com